[آیت تحکیم اور سید قطب کی کج فہمی]

آیت تحکیم اور سید قطب کی کج فہمی

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ اما بعد !

جب بھی کوئی شخص آئمہ تفسیر کی تفاسیر کا مطالعہ کرے گا تو اس کو بغور دیکھنے پر یہ بات ملے گی کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ، سیدنا عبداللہ بن عباس،سیدنا براء بن عازب،سیدنا حذیفہ بن یمان ، ابراہیم نخعی،سعدی،ضحاک،ابو صالح،ابو

مجلز، عکرمہ، قتادہ، عامر، شعبی، عطاء وطاؤوس اور اسی طرح امام طبری نے "جامع البیان" میں، امام غزالی نے "مستصفیٰ" میں، امام ابن عطیہ نے "محرر وجیز" میں، امام فخر الدین رازی نے "مفاتیح الغیب" میں، امام قرطبی اور امام ابن جزی نے "تسہیل" میں، ابو حیان نے "بحر محیط" میں، حافظ ابن کثیر نے "تفسیر القرآن العظیم" میں، علامہ آلوسی نے "روح المعانی" میں، امام طاہر بن عاشور نے "التحریر والتنویر" اور شیخ شعراوي نے اپنی "تفسیر" میں، الغرض تمام مفسرین نے آیت تحکیم کی ایک ہی متفقہ تفسیر بیان فرمائی ہے کہ:

اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والا اس وقت کافر ہوگا، جب اللہ تعالی کے فیصلے کو دل سے نہ مانے اور زبان سے اس کا انکار کرے ۔

لیکن ان تمام حضرات کے مقابلے میں سید قطب اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ :

"اس قطعی و جازم، سب کے لیے عام اور سب کو شامل بات میں جھگڑنا حقیقت سے منہ پھیر کر بھاگنے کے سوا کچھ نہیں، اس قسم کے فیصلے میں تاویل کرنا قرآنی کلمات میں تحریف کرنا ہے۔"

(فی ظلال القرآن" پ 6 مائدہ، تحت الآیہ 44، 2/898.)

لیکن اگر غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ سید قطب نے یہ بات کہہ کر تمام آئمہ کرام کو قرآن کے کلمات میں تحریف کرنے والا ٹھہرا دیا ہے، کیونکہ ان تمام آئمہ عظام نے اس آیت کے ظاہری معنی میں تاویل کر کے فرمایا کہ:

"اللہ تعالی کے فیصلے کا منکر کافر ہے، جبکہ اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والا کافر نہیں ہے"

سید قطب کی اس تکفیری سوچ کو اگر ہم ماضی میں تلاش کریں تو سوائے خارجیوں کے اور کوئی اس سوچ کا حامل نہیں ملتا ، امام آجری "الشریعہ" میں فرماتے ہیں کہ:

عطاء بن دینار سے مروی ہے کہ سعید بن جبیر علیہ الرحمہ نے اللہ تعالی کے فرمان :

(واخر متشابہات) (آلعمران 8) کے بارے میں فرمایا : متشابہات قرآن کریم میں وہ آیات ہیں کہ جب ان کی تلاوت کی جائے تو پڑھنے والوں کو ان کے معانی سمجھنے میں شبہ واقع ہو ، اسی سبب سے وہ شخص گمراہ ہو جاتا ہے جو یہ کہے کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں جو میں نے سمجھا ہے (حالانکہ متشابہ آیات کا حقیقی معنی اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے ، اور آیات کا ظاہر غیر مراد ہوا کرتا ہے) ہر گروہ قرآنِ مجید کی کوئی آیت پڑھتا ہے ، اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت کو پہنچ چکا ہے ۔

اور جس متشابہ آیت کے معنی کے پیچھے حروریہ (یہ خوارج کا ایک نام ہے) لگ گئے وہ اللہ تعالی کا فرمان **(وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) (44)** ہے، چنانچہ وہ اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے اس آیت کا سہارا لیتے ہیں:

(ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ) (1)

"وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ برابری والے ٹھہراتے ہیں ، یعنی مشرک ہیں "

لہذا جب کوئی حکمران ناحق فیصلہ کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس نے کفر کیا ، اور جو کفر کرے اس نے رب تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اور جو رب تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے بے شک وہ مشرک ہے ، لہذا یہ امت مشرک ہے ، پھر وہ بغاوت کیلئے نکلتے ہیں ، اور اہل اسلام کو قتل کرنے کے درپے ہوجاتے ہیں۔

(”الشریعہ“ باب ذکر السنن والآثار فیما ذکرناہ ، ر:44، 1/341.)

اسی طرح سید قطب نے علماء حق کی مخالفت کرتے ہوئے نظریہ علمائے حق کو زمانہ جاہلیت کی ثقافت قرار دے دیا ، کہتے ہیں کہ : بہت ساری ثقافتیں جنہیں ہم اسلامی ثقافت اور اسلامی نظریہ ، یا اسلامی فلسفہ ، یا اسلامی فکر سمجھتے ہیں ، حالانکہ حقیقت میں وہ سب زمانہ جاہلیت کی باتیں ہوا کرتی ہیں ۔

(معالم فی الطریق ” جیل قرآنی فرید ، ص 17،18)

چنانچہ آپ دیکھ لیجئے کہ سید قطب کی گمراہی کا سبب یہی ہے کہ اس نے وحی الٰہی کو سمجھنے کیلئے پختہ علمائے اسلام کی تفاسیر سے استفادہ کرنے کی بجائے اپنے اجتہاد کو ترجیح دی ہے اور قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے اس نے اپنی ہی آئینے اور اپنی ہی ذات پر اعتماد کر لیا ، اور اپنے خاص تصورات پر ہی اس کا دارومدار ہے اس طرح قرآن کریم کی تفسیر کے معاملہ میں سید قطب نے اپنے آپ کو اہل علم کے مرتبہ سے گرا دیا ۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب ”التصویر الفنی “ کے آغاز میں یوں رقمطراز ہیں :

” میں مدارس علمیہ میں داخل ہوا ، کتب تفسیر میں تفسیر قرآن پڑھی ، اساتذہ سے تفسیر سنی ، تو جو قرآن میں نے اساتذہ سے پڑھا تھا یا سنا تھا ، اس قرآن کو اتنا خوبصورت اور لذیذ نہیں پایا ، جو لذیذ و جمیل قرآن میں نے بچپن میں پایا تھا ، آآآہ ! قرآن کی حسن و جمال کی تمام علامتیں مِٹ کر رہ گئیں ، یہ (علماء کے پاس پڑھا جانے والا قرآن) لذت و شوق سے خالی ہے ، بلکہ تم بھی دو قرآن پاؤ گے ، ایک بچپن والا شوق دلانے والا ، میٹھا، اور آسان قرآن ، اور دوسرا جوانی کا قرآن جو مشکل ، تنگ ، پیچیدہ ، اور ریزہ ریزہ ہے ، تفسیر کے معاملہ میں کسی اور کی پیروی کو ایک جرم

خیال کرنے لگا ، یہ سوچ کر میں اسی قرآن کی طرف پلٹ آیا جو تفسیر کے بغیر مصحف میں ہے ، اس قرآنِ عظیم کی طرف نہیں جو کتب تفسیر میں ہے ، تو اب جب میں نے تفسیر کے بغیر قرآن پڑھا تو اپنا خوبصورت اور لذیذ کھویا ہوا قرآن دوبارہ پالیا ، جو شوق کو ابھارنے والا ہے ۔......

(التصویر الفنی فی القرآن، لقد وجدت القرآن ص 8)

والعیاذ باللہ العظیم

استغفر اللہ اتوب الیہ

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ کس قدر خطرناک عبارت ہے ، قرآن کو سمجھنے کے معاملے میں اس شخص کا طریقہ اور ذہنیت صاف معلوم ہو رہی ہے ، اس شخص نے علمائے امت کی ان کاوشوں سے مکمل طور پر منہ موڑ لیا جنہوں نے چودہ سو سال سے نص قرآنی اور اس کے فہم کیلئے محنت کی ، بلکہ جو انہوں نے علمی خلاصہ و نتیجہ پیش کیا اُسے یہ شخص زمانہ جاہلیت کی سوچ قرار دیتا ہے ، اور اپنی اس سمجھ پر اعتماد کرتا ہے جو بطور خود بچپن میں محسوس کیا کرتا تھا ، اس علمی دقیق و پختہ شعور کے بغیر جو علمائے امت کو حاصل ہے ، وہ اپنے اس کلام سے یہی بتانا چاہتا ہے کہ کسی بھی آیت کے کوئی دقیق معنی ہی نہیں ہوا کرتے ، جس کے استنباط (احکام نکالنے) کے لئے علماء کی ضرورت ہو ، حالانکہ اس کی یہ بات خود قرآنِ کریم کے بھی خلاف ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ (سورہ النساء 83)

اور اگروہ اس معاملہ کو رسول ﷺ اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو وہ اس کی تحقیق کرتے جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں ۔

تکفیری فکرو سوچ ہر زمانے میں اس آیت میں تحریف کر کے پیدا کی گئی ہے ، اور تاریخ اسلام کے ہر دور میں اس آیت کے صحیح معنی و مفہوم کو جو اہل علم حضرات بیان کرتے چلے آئے ہیں ، اسے چھوڑ کر خارجی حضرات اس آیت کے غلط معنی و مفہوم بیان کر کے بغاوت و قتل و غارت گری کرتے چلے آرہے ہیں ، جیسا کہ خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں روایت کیا ہے "ابن ابن داؤد کہتے تھے کہ :

خوارج میں سے ایک شخص مامون الرشید کے پاس پیش کیا گیا ، مامون نے پوچھا : تمہیں ہماری مخالفت پر کس چیز نے ابھارا ؟

اس نے کہا : کتاب اللہ کی ایک آیت نے ۔

مامون نے کہا کون سی آیت ؟

اس نے کہا اللہ تعالی کا فرمان ہے :

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (44)

مامون نے کہا : کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت اللہ تعالی کی طرف سے اتاری گئی ہے ؟

اس نے کہا: جی ہاں ۔

مامون نے کہا : تمہارے پاس کیا دلیل ہے ؟

اس نے کہا : اجماع امت (یعنی سارے مسلمان یہی کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کی نازل کردہ کتاب ہے ، اس کے سوا کوئی دلیل نہیں)

مامون نے کہا : جس طرح تم نے اس کے اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہونے پر اجماع امت کی بات مان لی ، اسی طرح اس کی تفسیر کے معاملے میں بھی اجماع امت کی بات مان لو! (کہ کافر وہ ہے جو اللہ کے نازل کردہ فیصلے کا منکر ہو ، وہ حاکم کافر نہیں جو اللہ کے نازل کردہ فیصلے کو دل سے

مانتا ہو، لیکن عمل نہ کرے (اِس پر اُس خارجی نے کہا کہ آپ نے بالکل درست کہا ، اور السلام علیک یا امیر المومنین کہتا ہوا چلا گیا۔

(“تاریخ بغداد” حرف الهاء من آباء العبادلہ 5330. عبداللہ، امیر المومنین المامون بن هارون الرشید…اِلخ ، 10/184.183)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر فتنے سے محفوظ فرمائے ، سنتِ نبوی اور منہجِ سلف کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)